Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴۰

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

جلد ۵۶/۲۱ | ۷ تبلیغ ۱۳۴۶ ہش ۲۷ شوال ۱۳۸۶ھ ۷ فروری ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۶ر فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ گزشتہ سے پیوستہ رات تیز بخار رہا۔ کھانسی بھی اٹھتی رہی۔ گزشتہ رات کچھ فرق رہا۔ اب بخار میں بھی کمی ہے۔ اور کھانسی بھی پہلے سے کم ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۶ر فروری۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت گزشتہ ایک ہفتہ سے بہت ناساز ہے۔ بلڈ پریشر کی تکلیف ہے اور ضعف بھی ہے۔ ڈاکٹروں نے آرام کا مشورہ دیا ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔“

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

فوجی بھرتی

مورخہ ۷ر فروری ۱۹۶۷ء صبح نو بجے ریسٹ ہاؤس چنیوٹ میں فوجی بھرتی ہوگی۔ امیدواروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ ہیڈ ماسٹر کے دستخطوں سے اپنے ہمراہ ضرور لائیں۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو تمہارا ہتھیار دعا ہے اس لئے چاہیئے کہ دعائیں لگے رہو

انسان میں نیک انقلاب کا پیدا ہونا خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہوگا

”یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہوسکتے۔ خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پرواہ نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دعا ہے اس لئے چاہیئے کہ دعائیں لگے رہو۔

یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کرسکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ۔ اس کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دعا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہوگا۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں اس کا وعدہ ہے اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اس لئے اس سے پرے نہیں جاسکتے۔ اصل دعا دین ہی کی دعا ہے۔“

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء)

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادت کی دو پُر مسرت تقاریب

یہ خبر جماعت میں خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ

(۱) اللہ تعالےٰ نے مکرم مرزا شمیم احمد صاحب اور سیدہ فوزیہ بیگم صاحبہ کو مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۶۷ء بروز بدھ پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی نواسی اور محترم جناب مرزا رشید احمد صاحب کی پوتی ہے۔ نیز

(۲) مورخہ ۵ر فروری ۱۹۶۷ء بروز اتوار بوقت صبح اللہ تعالےٰ نے مکرم مرزا غلام احمد صاحب اور صاحبزادی سیدہ امۃ القدوس بیگم کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کا پوتا اور محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر امور عامہ کا نواسہ ہے۔

ادارہ الفضل خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادت کی ان ہر دو پُر مسرت تقاریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ، حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب، محترم جناب مرزا رشید احمد صاحب، محترم جناب مرزا منصور احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر دو نومولود بچوں کو صحت و عافیت کے ساتھ دراز عمریں عطا فرمائے! دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی ورثہ سے حصہ وافر عطا فرما کر والدین خاندان اور سلسلہ احمدیہ کے لئے قرۃ العین بنائے۔

آمین اللّٰھم آمین

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدیث النبی

ایک جامع دعا

اللّٰھم انی اسئلک فعل الخیرات و ترک المنکرات وحب المساکین وان تغفرلی و ترحمنی واذا اردت فتنۃ فی قوم فتوفنی غیر مفتون و اسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الی حبک

ترجمہ:۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور ناپسندیدہ کاموں کو چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں اور مساکین غریبوں سے محبت کرنے کی۔ اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اور جب تو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے۔ تو مجھے اس میں شامل نہ فرمائیو۔ بلکہ مجھے وفات دے دیجیو اور میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت جس کو تو پسند کرتا ہے۔ اور ان کاموں کی محبت جو تیری محبت کے مجھے قریب کردیں۔

(رواہ الترمذی)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۷ فروری ۱۹۶۶ء

غیر اہم غلطیاں

عالم فاضل کہلانے والے نقادین کا بھی جو طریق کار ہے وہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے عالمانہ ہونے کے عامیانہ ہوتا ہے۔ اور اس نقطہ نظر سے تو قطعاً نہیں ہوتا کہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کیا جائے بلکہ اس روح سے ہوتا ہے کہ اچھی بات کو بھی ایسا رنگ دیا جائے جس سے دوسروں کے دلوں میں زیادہ سے زیادہ غلط فہمیاں پیدا ہوں۔

اس طرح یہ لوگ جو علم وفضل کے دعویدار ہیں دین کی صحت کو مشکوک بنانے میں مصروف ہیں۔ اور ہر بات کو محض مناظرانہ بنا کر اسلام کے چہرے پر غبار کے بادل چڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات اور ملفوظات میں بار بار اپیل کی ہے کہ میرے بارے میں جلد بازی سے کام نہ لیں اور موجودہ زمانہ کے حالات دیکھیں اور اسلام پر جو زوال وادبار کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ اور پادریوں اور آریوں نے جس طرح اسلام کو گھناؤنے اعتراضات کا نشانہ بنا رکھا ہے ان کے پیش نظر اور قرآن وسنت کی روشنی میں میرے متعلق فیصلہ کریں۔

افسوس ہے کہ آپ کی بار بار اپیل کا کوئی اثر نہ ہوا اور زیادہ افسوس یہی ہے۔ کہ بعض اہل علم حضرات نے تو دیدہ دانستہ ایسا طریق اختیار کیا جو کسی طرح زیبا نہیں سمجھا جا سکتا۔ ان دوستوں نے بجائے سچی باتوں کو تسلیم کرنے کے موشگافیاں شروع کردیں۔ اور ذرا ذرا سی بات کو لے کر احمدیت کے پیشوا پر کیچڑ اچھالنے کو ہی اپنا بڑا کارنامہ تصور کیا اور نکتہ چینی کو مضحکہ خیز انتہا تک پہنچا دیا۔ اس کی چند تازہ مثالیں وضاحت کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

ہفت روزہ المنبر نے اپنی ماہانہ اشاعت احمدیت پر جارحانہ تنقید کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اس اشاعت میں ایک بات بھی ایسی نہیں جس کے متعلق کہا جا سکے کہ احقاق حق کے لئے لکھی گئی ہے۔ چنانچہ اس کی حالیہ اشاعت ۶/۷ تمام کی تمام غیر عالمانہ تنقید کا پلندہ ہے۔ نمونہ کے لئے صرف ایک بات پیش کی جاتی ہے۔ ایک عنوان ہے۔ "کیا قادیانی غور کریں گے؟" اس عنوان کے تحت عالم فاضل مدیر فرماتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد کی کتاب "پیغام صلح" ہمارے سامنے ہے۔ اس کتاب کے متعلق آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ یہ مرزا غلام احمد کی سب سے آخری تالیف ہے۔ بالخصوص اس کتاب کا وہ حصہ جس میں سے ایک عبارت ابھی ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ یہ وہ تحریر ہے جس کے بارے میں خواجہ کمال الدین نے اسی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔

"یہ وہ مبارک پیغام ہے جو اعلیٰحضرت حجۃ اللہ والمسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مقدس زندگی کے آخری دو تین دنوں میں لکھا۔ میں نے اس کی ترتیب میں یہ التزام رکھا ہے۔ کہ پہلے تئیس صفحوں میں تو وہ مضمون درج کردیا ہے جو خود مسیح موعود نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اخویم میر حامد الدین صاحب خوشنویس کو ۲۵ تاریخ کی شام کے وقت بغرض کتابت دیا۔

(دیباچہ پیغام صلح صا صلا)

اور یہ آپ سب کو معلوم ہے کہ اس کے اگلے روز ۲۶ مئی کو مرزا غلام احمد نے وفات پائی ہے۔ گویا یہ ان کی زندگی کی آخری تحریر ہے جو انہوں نے اشاعت کو دی۔

اب آئیے اس آخری تحریر کا ایک جزو سنئے۔

مرزا غلام احمد فرماتے ہیں:۔

"تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا۔" (پیغام صلح صفحہ ۱۹/۲۰) ۴۲

۴۲ حضرات مرزا غلام احمد مدعی تھے کہ وہ صاحب الہام ہیں، ان پر معارف الٰہیہ نازل ہوتے ہیں اور وہ علوم میں یکتائے روزگار ہیں ۔ مگر سوچئے وہ اپنے ان دعاوی میں کس حد تک صادق تھے؟

گذشتہ صحبت میں ہم نے ان کا وہ حوالہ پیش کیا جس میں انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ۱۱ لڑکے تھے جو آپ کی زندگی میں فوت ہوئے اور آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات پر یہی فرمایا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور آپ نے اس کے شروع میں فرمایا تھا کہ "تاریخ دان لوگ جانتے ہیں" حالانکہ تاریخ دانوں کا ہی نہیں پوری امت اس پر متفق ہے کہ حضور کے ہاں صرف چار لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ اب مرزا غلام احمد لکھتے ہیں کہ تاریخ اٹھا کر دیکھو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ پیدائش کے چند دن بعد ہی فوت ہو گئے۔ درآنحالیکہ مسلمان ہی نہیں غیر مسلم اور صرف کتب تاریخ ہی نہیں عام معلوماتی کتب میں بھی یہ بات ان گنت مرتبہ لکھی جا چکی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد وفات پا چکے تھے۔

سوچئے اور قدرا تعصب اور دنیوی عار کو بالائے طاق رکھ کر سوچئے کہ جس شخص کی معلومات اس نوع کی ہوں کیا وہ تجدید دین کی صلاحیت رکھتا ہوگا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے غلط فیصلہ کیا ہے۔ اور ایک ایسے شخص کو مقام نبوت پر فائز مان چکے ہیں، جو بادیات تک کے علم میں قابل اعتماد نہیں تھے۔"

(المنبر ۶/۷ صـ ۲۷/۱۰)

سوال یہ ہے کہ کیا یہ اصولی بحث ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہاں فرمایا ہے کہ یہ باتیں انہوں نے الہام پا کر معلوم کی ہیں۔ فرض کیجئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تقاضائے بشریت غلط فہمی ہوگئی (حالانکہ قیاس اغلب ہے کہ کاتب نے قبل کی بجائے "بعد" اور ۴ کی بجائے ۱۱ لکھ دیا ہے) یہ ایسی باتیں کہ سیاق وسباق کی رو سے ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ اور ان سے نفس مضمون میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایسی غلطیاں تقاضائے بشریت ہر انسان کو لگ جاتی ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام بھی بشریت سے خالی نہیں۔

اگر مدیر المنبر واقعی طور پر عالم فاضل ہوتے جب کہ انہیں ادعا ہے۔ تو وہ ان باتوں کو اہمیت دینے کی بجائے ان کتابوں میں جو اصولی باتیں بیان کی گئی ہیں ان کو دیکھتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے ان کتابوں کی اصولی بحث سے تو وہ لاجواب ہو چکے ہیں اور محض منفی رجحان کی تسکین کے لئے بھی جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ بیان فرمایا ہے۔ اسوہ حسنہ کا مطلب یہی ہے کہ ہم اپنے اعمال اور حرکات کا آپ کے کردار سے موازنہ کرکے ان کی غلطی اور صحت کا فیصلہ کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کردار سے الہامی اور بشری اعمال کا فرق بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ جب ایک بار آپ کے فرمان سے کھجور دل کے پودوں کو پیوند نہ ملایا گیا تو پھل کم لگا جس پر آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے اپنی طرف سے کہی تھی ایسی دنیوی باتوں میں میری اطاعت ضروری نہیں ہے بلکہ مناسب کام کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کی عادت تھی کہ جب انہیں کسی بات میں اختلاف ہوتا تو وہ پوچھتے کہ آیا آپ کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے تو آپ اکثر صحابہؓ کی بات پر عمل فرماتے۔

الغرض سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نمونہ بھی ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے کہ ایک نبی اللہ بھی بتقاضائے بشریت بعض باتوں میں غلطی کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان سے الٰہی کلام سمجھنے میں بھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی کئی مثالیں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات میں مل سکتی ہیں۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ آپؐ اپنے ایک رؤیا کی بناء پر عمرہ بیت اللہ کے لئے پندرہ سو ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے مگر صلح حدیبیہ کی وجہ سے آپؐ اس سال عمرہ نہ کر سکے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ (نعوذ باللہ)

"سوچیئے اور غدار را تعصبات اور دنیوی عار کو بالائے طاق رکھ کر سوچیئے کہ جس شخص سے ایسی غلطیاں سرزد ہوں کیا وہ خدا کا رسول ہو سکتا ہے۔"

تو اس کا مدیر المنبر کیا جواب دیں گے۔ ایک حقیقی محقق تو ان کی بیان کردہ غلطیوں کی پرواہ نہیں کرے گا اور خیال کرے گا "قبل" کی جگہ "بعد" اور "ہم" کی جگہ "ا" کتابت کی غلطی ہے۔ اور چونکہ نفسِ مضمون کے پیشِ نظر یہ غلطیاں کوئی اہم نہیں تھیں اس لئے چلتی چلی آئی ہیں۔ اگر مدیر المنبر احقاقِ حق کے لئے ان کتب کا مطالعہ کرتے تو ہمارا قیاس ہے کہ نفسِ مضمون کے پیشِ نظر وہ بھی ایسی اغلاط سے گزر جاتے مگر وہ تو یہ ارادہ ہی نہیں رکھتے۔ البتہ اس سے یہ امر تو بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ نفسِ مضمون کے لحاظ سے آپ حرف گیری نہیں کر سکتے۔

جیسا کہ ہم نے لکھا ہے اگر مدیر المنبر نفسِ مضمون کی طرف توجہ دیتے تو پیغام صلح میں ایسی باتیں آپ کو ملتیں کہ جن پر ایک مومن سر دھننے لگ جائیگا مثلاً کیا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ عشقِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے بھرپور نہیں ہیں؟ کیا ان کی مثال اسلامی لٹریچر میں کہیں موجود ہے؟

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح صفحہ ۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

تقریر محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ۔ بر موقع جلسہ سالانہ

(۳)

محبتِ رسولؐ کی دوسری علامت

(۲) اب مَیں محبت کے دوسرے خاصہ کو لیتا ہوں جو مَیں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ یعنی آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی خوبصورتی پر اطلاع پانا اور اسے لوگوں کے فائدہ کے لئے بیان کرنا۔ اس خاصہ کو بھی جب ہم دیکھتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس میں یکتا نظر آتے ہیں۔ آپؑ نے حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایسے گیت گائے ہیں کہ ان کی کوئی مثال نہیں اور آپؐ کی صفاتِ حسنہ کو عجیب عجیب پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ نظموں میں بھی اور نثر میں بھی عربی میں بھی۔ فارسی میں بھی اور اردو میں بھی۔ ساڑھے سو کے قریب اشعار ہیں اور سینکڑوں صفحات نثر کے۔ بطور نمونہ چند اشعار یہاں دیئے جاتے ہیں:۔

ایک عربی قصیدہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔

یا عین فیض اللہ والعرفان
یسعیٰ الیک الخلق کالظمآن
یا بحر فضل المنعم المنّان
تہوی الیک الزمر بالکیزان
یا شمس ملک الحسن والاحسان
نوّرت وجہ البرّ والعمران

ترجمہ:۔

۱۔ اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے لوگ تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑے آتے ہیں۔

۲۔ اے منعم ومنان کے فضل کے سمندر لوگ کوزے لے کر تیری طرف بھاگے آ رہے ہیں۔

۳۔ اے حسن واحسان کے ملک کے آفتاب تُو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا۔

اس قصیدہ کے ستر اشعار ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی حسن اور احسان کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اس کے آخری چار شعر یہ ہیں۔

انظر الیّ برحمۃ وتحنّن
یا سیّدی انا احقر الغلمان
یا حِبّ انک قد دخلت محبۃ
فی مہجتی ومدارکی وجنانی
من ذکر وجھک یا حدیقۃ بہجتی
لم اخل فی لحظ ولا فی آن
جسمی یطیر الیک من شوق علی
یا لیت کانت قوۃ الطیران

ترجمہ:۔

۱۔ مجھ پر رحم اور محبت کی نظر فرما۔ اے میرے آقا مَیں تیرا ناچیز غلام ہوں۔

۲۔ اے میرے پیارے تیری محبت میری زبان میرے سر اور میرے دماغ میں رچ گئی ہے۔

۳۔ تیرے منہ کی یاد سے اے میری خوشی کے باغ۔ مَیں کبھی ایک لحظہ بھی خالی نہیں رہتا۔

۴۔ میرا جسم شوقِ غالب کی وجہ سے تیری طرف اڑا چلا جاتا ہے۔ اے کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

اس قصیدہ کے متعلق حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی روایت ہے کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپؑ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جنابِ الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا مَیں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔"

اسی طرح سے عربی کے ایک اور قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا قلبی اذکر احمدا
عین الھدی مفنی العدا
برّاً کریماً محسناً
بحر العطایا والجدا
بدرٌ منیرٌ زاھرٌ
فی کل وصفٍ حُمّدا
احسانہ یصبی القلوب
وحسنہ یروی الصدا
ما ان رئینا مثلہ
للنائمین مسھدّا
نورٌ من اللہ الذی
احی العلوم تجددا

ترجمہ:۔
۱۔ اے میرے دل احمدؐ کا ذکر کر۔ جو ہدایت کا چشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے۔
۲۔ جو مہربان اور کریم اور محسن ہے اور بخششوں اور سخاوتوں کا سمندر ہے۔
۳۔ وہ چودھویں کا چاند نورانی اور روشن ہے۔ ہر بات میں وہ تعریف کیا گیا ہے۔
۴۔ اس کا احسان دلوں کو موہتا ہے۔ اور اس کا حسن پیاس کی سیرابی کرتا ہے۔
۵۔ ہم نے اس جیسا سوتوں کو جگانے والا کوئی نہیں دیکھا۔
۶۔ وہ اللہ کی طرف سے نور ہے جسنے علوم کو از سرِ نو زندہ کیا۔ (یعنی روحانی علوم کو)۔

ایک فارسی نظم میں فرماتے ہیں:۔
در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل
آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است
پروریدہ ہمچو طفلے در برے
آنکہ در بِرّ و کرم بحرِ عظیم
آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے
آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
آں رحیم و رُحمِ حق را آیتے
آں کریم و جودِ حق را مظہرے
آں رخِ فرخ کہ یک دیدار او
زشت رو را میکند خوش منظرے
آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است
صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او
رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے
احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم ز نور تاباں ترے
خواجہ و مر عاجزاں را بندۂ
بادشاہ و بےکساں را چاکرے
آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے
از شرابِ شوقِ جاناں بےخودے
در سرشتش بر خاک بنہادہ سرے
روشن از وے ہر قومے رسید
نورِ او رخشید بر ہر کشورے
حسنِ رویش بہ زماہ و آفتاب
خاکِ کویش بہ ز مشک و عنبرے
یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں
گر فتد کس را بر آں خوش پیکرے
منکہ از حسنش ہمی دارم خبر
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
یادِ آں صورت مرا از خود برد
ہر زماں مستم کند از ساغرے
می پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر مے داشتم بال و پرے
لالہ و ریحاں چہ کار آید مرا
من سرے دارم بآں روے مہرے

یہ اس نظم کے چھوڑ چھوڑ کر لئے ہوئے کچھ شعر ہیں۔ آخری تین شعر یہ ہیں:۔
اے خداوندم بنامِ مصطفےٰ
کش شدی در ہر مقامے ناصرے
دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم
در مہم باشی یار و یاورے
تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من
ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

ترجمہ:۔
۱۔ میرے دل میں ایک سردار کی ثنا جوش مار رہی ہے۔ جو خوبی میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا۔
۲۔ جسکی جان یارِ ازل کی عاشق ہے۔ اور جسکی روح کو اس دلبر کا وصل حاصل ہے۔
۳۔ جس کو خدا تعالےٰ کی عنایتوں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور بچے کی طرح اپنی گود میں پالا۔
۴۔ جو نیکی اور بخشش میں ایک بڑا سمندر ہے اور لطفِ کامل میں یکتا موتی ہے۔
۵۔ جو سخاوت میں موسمِ بہار کا بادل ہے اور فیض و عطا میں سورج کی طرح۔
۶۔ جو رحیم ہے اور خدا کی رحمت کا نشان۔ جو کریم ہے اور خدا کی بخشش کا مظہر۔
۷۔ وہ مبارک چہرہ جسے ایک دفعہ دیکھ لینا بدصورت کو خوش شکل بنا دیتا ہے۔
۸۔ وہ روشن دل جس نے بے شمار تاریک دلوں کو روشن کر دیا۔
۹۔ وہ مبارک قدم جو رب العالمین کی طرف سے رحمت بن کر آیا۔
۱۰۔ اس سردار کا نام احمد آخر زمان ہے۔ جسکے نور سے لوگوں کے دل سورج سے بھی زیادہ چمکنے لگے۔
۱۱۔ آقا ہو کر عاجزوں کی خدمت کرنیوالا اور بادشاہ ہو کر بیکسوں کا غلام۔
۱۲۔ جو شفقت اور محبت خلقِ خدا نے اس سے دیکھی۔ دنیا میں کسی نے اپنی ماں سے بھی نہیں دیکھی۔
۱۳۔ وہ اپنے محبوب کی محبت کے نشہ میں بےخود تھا۔ اور اسکے عشق میں خاک پر سر رکھا ہوا تھا۔
۱۴۔ اسکی روشنی ہر ایک قوم کو پہنچی۔ اور اس کا نور ہر ایک ملک پر چمکا۔
۱۵۔ اسکے چہرے کا حسن چاند اور سورج سے بڑھ کر ہے۔ اور اسکی گلی کی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے۔
۱۶۔ اس حسین پر پڑی ہوئی ایک نظر عمرِ جاوداں سے بہتر ہے۔
۱۷۔ مجھے جو اسکے حسن کا علم ہے۔ اپنی جان قربان کرتا ہوں اگر دوسرا صرف دل دیتا ہے۔
۱۸۔ اسکی صورت کی یاد مجھے بےخود کر دیتی ہے اور مجھے ہر وقت شراب محبت سے مست رکھتی ہے۔
۱۹۔ میں اسکے کوچے کی طرف ہمیشہ اُڑتا رہتا اگر میرے پر ہوتے۔
۲۰۔ لالہ و ریحاں سے مجھے کیا کام میرا خیال تو اسی کے چہرہ کی طرف لگا رہتا ہے۔
۲۱۔ اے میرے خدا مصطفےٰ کے نام پر۔ جس کا تو ہر مقام میں ناصر ہوا۔
۲۲۔ میرا ہاتھ بھی اپنے لطف و کرم سے پکڑ اور میرے کام میں یار و مددگار ہو۔
۲۳۔ تیری ہی طاقت پر مجھے بھروسہ ہے ورنہ میں تو مٹی کی طرح بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں۔

ایک چھوٹے سے قطعہ میں کس طرح فراوانیٔ جذبات کا اظہار فرماتے ہیں:۔
بعد از خدا بعشقِ محمد مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودِ من بسرائد بعشقِ او
از خود تہی و از غم دلستاں پُرم
جانم فدا شود بہرہ دینِ مصطفےٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

ترجمہ:۔
۱۔ میں خدا کے بعد محمدؐ کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔
۲۔ میرا ہر رگ و ریشہ اسکے عشق کے راگ گاتا ہے۔ میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب کے غم سے بھرا ہوا ہوں۔
۳۔ میری جان دینِ مصطفےٰ کے راستے میں فدا ہو۔ یہی میرے دل کی انتہائی خواہش ہے۔ اگر خدا پوری کرے۔

اسی طرح فرماتے ہیں:۔
جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمد است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمد است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیست
ایں آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است

ترجمہ:۔
۱۔ میری جان اور دل محمدؐ کے جمال پر قربان ہے میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچہ پر نثار ہے۔
۲۔ میں نے دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھا ہے اور ہوشمندی کے کان سے سنا ہے کہ ہر جگہ جمالِ محمدؐ کا گونج ہے۔
۳۔ یہ رواں چشمہ جو میں خلقِ خدا کو دیتا ہوں۔ کمالِ محمدؐ کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔
۴۔ میری یہ آگ عشقِ محمدؐ کی آگ سے ہے۔ میرا یہ پانی محمدؐ کے مصفّٰی پانی سے ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔
مصطفےٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری راہ میں اڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

اب ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ آپؑ کا کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں اور صفات بیان کرنے میں رُکتا ہی نہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس عشق کو ظاہر کرتا جاتا ہے جو آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔
(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم مخدوم محمد ایوب صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

(مکرم افتخار احمد صاحب ایم اے ایڈ کیمبل پور)

جمعرات ۲۳ رمضان مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۷ء نماز ظہر کے قریب خدا تعالیٰ نے محترم مخدوم محمد ایوب صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت گھوگھیاٹ کو اپنے پاس بلا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل من علیہا فان۔

آپ بے حد خلیق اور ہمدرد ایک پُرسوز دل کے مالک۔ احمدیت پر جان دینے والے زندگی کے آخری سانس تک سوز و جذب سے معمور توکل علی اللہ کی زندہ مثال۔ خالق حقیقی سے بے حد محبت کرنے والے اور اس کی مخلوق کا از حد خیال رکھنے والے رضائے الٰہی کی خاطر ہر مشکل میں پڑنے اور ہر آزمائش سے گزرنے کے لئے شاداں و فرحاں تھے۔ جب سے میں انہیں جانتا ہوں کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کو محض خدا یا اللہ کہکر پکاریں۔ ہمیشہ بے حد پیار اور ادب سے خدا تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کہتے اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو کمزور جسم لرز جاتا۔ آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور جذبہ کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اکثر ایسے ہوا کہ کسی تقریر کے دوران کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ آیا۔ اور ہر موقع پر آپ پر یہ کیفیت ہوئی۔ درود شریف پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور خود اس پر اس قدر عمل کرتے کہ کم ہی لوگوں کو ایسی سعادت ملی ہوگی۔

سلسلہ عالیہ سے عشق تھا۔ الفضل کا مطالعہ فرماتے رسمی یا معمولی انداز سے نہیں بلکہ ایک متبرک صحیفہ سمجھ کر۔ بزرگوں کی انمول نشانی سمجھ کر۔ مسجد میں یا گھر میں عموماً پڑھنے کے بعد الفضل کو چارپائی یا مصلّیٰ پر رکھ دیا جاتا تو آپ بہت بُرا محسوس فرماتے اور فرماتے وہ الفضل کا احترام کرنا جانتے نہیں ہیں۔ اس میں کتنی دفعہ خدا تعالیٰ کا نام لکھا ہے۔ خدا کا پاک کلام لکھا ہے مصلّیٰ پر رکھنے یا بیٹھنے کی جگہ پر اپنے برابر رکھنے سے احترام قائم نہیں رہتا۔ سلسلہ کی تحریکات سے خاص لگاؤ تھا۔ گھوگھیاٹ کی جماعت میں خواہ ایک خادم بھی ہوتا۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام پر زور دیتے اور ہر ہفتہ مجلس کے کام کا جائزہ لیتے۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ قائم کی اور باقاعدگی پیدا کی۔ لجنات اور اطفال کی تنظیموں میں بھی برابر کی دلچسپی لیتے۔

آپ کا آبائی گاؤں میانی سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مگر عرصہ ہوا آپ بھیرہ چلے گئے تھے۔ بھیرہ سے وقتاً فوقتاً میانی تشریف لاتے۔ اپنے والدین اور دیگر بزرگان و عزیزان کی قبروں پہ حاضر ہو کر دعائیں کرتے اور ماضی کی یاد میں کھو جاتے۔ آخر نزد آ گیا اور پھر میانی تشریف لاتے اور مکانات تعمیر کئے ابھی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ تھانہ کے قریب اور قبرستان کے تو گویا درمیان آپ مکان تیار کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے۔ ہم پر ان چیزوں کا کیا اثر؟ قبروں سے تو ہمیں پیار ہے۔ فی الواقعہ انہیں قبرستان سے وحشت نہ ہوتی تھی۔

قریباً دس سال پہلے جب آپ بھیرہ سے نقل مکانی کر کے میانی تشریف فرما ہوئے۔ آپ سے استدعا ہوئی کہ جماعت کی صدارت سنبھالیں بہت گھبرائے اور فرمایا مجھے یہ بات نہ کہنا۔ میں اتنی ذمہ داری کا کام نہیں کر سکتا۔ رفتہ رفتہ جب دیکھا کہ جماعت کو ان کے وجود کی ضرورت ہے تو پریذیڈنٹ بننے پر آمادہ ہوئے۔ پھر کبھی گھبراہٹ محسوس نہ کی اور وفات تک بدستور صدر رہے۔ ڈرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے حضور کیا جواب دوں گا کہ جماعت کو میری خدمت کی ضرورت ہوئی۔ اور میں نے احتراز کیا ایک سپاہی کی طرح کمان تان لی اور جوش اور ولولہ سے جماعتی کام کرنے لگے۔

گھر والوں، رشتہ داروں اور تعلق رکھنے والوں کا بہت خیال رکھتے۔ بچوں تک کے احساسات کا پاس کرتے۔ ایک مرتبہ اطفال کی فہرست ترتیب دینے کا حکم دیا۔ فہرست تیار کر کے پیش کی تو چہرہ متغیر ہو گیا۔ میں نے بچوں کے نام بھی لکھے تھے فرمانے لگے ہر بچہ کے نام کے ساتھ صاحب لکھیں۔ میں نے عرض کی۔ بچے بھی صاحب ہوتے ہیں؟ فرمایا ہر احمدی معزز ہے اور صاحب ہے" ایک آدمی جب احمدیت میں داخل ہو گیا تو کون سی عزتیں باقی رہ گئیں؟ اختلاف رائے ہوتا تو نہایت آرام سے اپنا مقصد کہہ دیتے۔ آبائی جائداد کے بارہ میں باہم رشتہ داروں میں غلط فہمی پیدا ہو گئی۔ آپ نے کمال تحمل اور برداشت سے کام لیا۔ محض اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا معاملہ پیش کیا دنیا میں کسی فرد بشر کو کوئی شکایت نہ کی اور اپنی تکلیف کا اظہار بالکل نہ فرمایا۔ مزارعین سے معاملات فرماتے تو اللہ تعالیٰ کو حکم مانتے۔ لوگ شکایات کرتے رہتے مگر آپ نے کسی مزارعہ کو کبھی شک و شبہ کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش بھی کرتا۔ اور آپ سمجھ جاتے۔ تب بھی زبان تک حرف شکایت نہ لاتے مبادا دوسرے کو شرمندگی ہو۔ ایک مرتبہ ایک انتظامی معاملہ میں ایک احمدی دوست آپ کے خلاف کچھ کہنے لگے۔ بات آپ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ نے کمال شفقت سے غلط فہمی کا ازالہ فرمایا۔

عبادات اور ریاضت کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ابتداء سے دی تھی۔ ایک دفعہ ایک جھگڑے کی مصالحت کے لئے گھوگھیاٹ سے تشریف لائے (آپ کو جھگڑوں سے بہت گھبراہٹ ہوتی تھی۔ چونکہ معاملہ احمدیوں کے درمیان تھا۔ اسلئے رضامند ہو گئے تھے) ہمارے مکان پر قیام فرمایا۔ مجھے یاد نہیں کہ رات کے کسی حصہ میں آپ نے آرام فرمایا ہو یاد الٰہی میں رات گذار دی۔ سحری کے وقت دروازہ کھٹکھٹایا اور گھر والوں کو جگایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے حصول کا غیر متزلزل توکل آپ کے روزانہ معمولات میں نظر آتا تھا۔ حضرت المصلح الموعودؓ کی وفات کی خبر پہنچی تو آپ کو اپنی پیرانہ سالی اور کمزوری بھول گئی۔ بے اختیار اٹھکر دوڑے اور جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد جب تدفین عمل میں لائی جا رہی تھی میں نے دیکھا کہ ایک قبر کے سہارے بیٹھے یاد الٰہی میں مستغرق ہیں۔ پاس ہی میرے مکرم و معظم اباجی تشریف رکھتے تھے۔ مخدوم صاحب مغفور کو اشارہ فرمایا "افتخار ہے" یونہی اٹھے اور گلے لگ گئے۔ کیمبل پور کی جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔ پھر حضورؓ کے اسوہ حسنہ کے بارہ میں باتیں شروع کیں اور یہ موضوع تو گویا نہ ختم ہونے والا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں کا ذکر فرمایا۔ فرمانے لگے ایک ہی چیز کو مثلاً دفتری نظام ہے آپؓ کے زمانہ میں دفتری نظام قائم ہوا ہے کہ دنیوی سیکرٹریٹ کیسا حیثیت رکھتے ہیں! پھر جماعتی تنظیمیں ہیں۔ پھر تفسیر قرآن ہے۔ غرض حضورؓ کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر ذکر فرماتے تھے۔ دراصل آپ کے ذہن میں آقا کی جدائی کا احساس موجیں مار رہا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے بعد سوا سال کی زندگی جذب اور فرقت میں گذر گئی۔

آپ سے آخری ملاقات گذشتہ رمضان میں ہوئی۔ مسجد مبارک ربوہ میں اعتکاف بیٹھے۔ اشارات سے کاغذ و خواست کی عید کے روز محترم بھائی نذر حسین صاحب کے مکان پر تشریف لاتے اور دعائیں کرتے رہے۔ مجھے بلایا اور بہت پیار اور شفقت سے مختلف موضوعات پر باتیں کیں۔ اگلے روز بھی تشریف لائے مگر ملاقات نہ ہوئی۔ اس سال ارادہ تھا کہ آپ کی صحبت میں چند دن گذاریں گے۔ ربوہ سے گھوگھیاٹ آ رہا تھا کہ ار جنوری کو پتہ چلا کہ آپ تو اللہ کریم کے پاس چلے گئے۔ ایک دھکا سا لگا۔ احساسات نے حقیقت سے انکار کیا مگر جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ میانی پہنچکر آپ کے مزار پر حاضر ہوا۔ آپ کو مرحوم والدین کی قبروں کے درمیان جگہ ملی جہاں وصیت کے مطابق دفن ہوئے۔

دل کے مرض کے مریض تھے۔ دو بار پہلے بھی بیمار ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔ اس مرتبہ ایسے گرے کہ پھر نہ اٹھے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۴۷ء میں بیمار ہوئے تو چلتے پھرتے تھے۔ لوگوں نے ملنا چھوڑا تھا۔ دوسری دفعہ غالباً ۱۹۵۷ء میں دورہ ہوا تو ملنا جلنا ترک کر دیا گوشہ نشینی اختیار کی لوگوں کو دیکھکر گھبراتے تھے اور الگ ہی رہتے تھے اس دفعہ بیمار ہوئے تب بھی ملنا جلنا بند تھا۔ اس کنارہ کشی میں اپنے مولا کے پاس چلے گئے آخری سانس تک ہوش قائم رہے اور باتیں کرتے رہے۔

کئی سال تک جماعت احمدیہ گھوگھیاٹ کے صدر رہے۔ عرصہ تک جماعت کی صدارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں کام کیا۔ علیگڑھ کے فارغ التحصیل گریجوایٹ تھے قانون کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی مگر طبیعت نے بوجھ نہ اٹھایا۔ اپنے پیارے آقا مصلح موعودؓ سے فیض حاصل کرنے کی ہمیشہ تڑپ رہی اور فائدہ اٹھایا۔ ۱۹۵۱ء میں جب حضورؓ بھیرہ تشریف لائے تو خوشی سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور پھولے نہ سماتے تھے حق بھی یہی تھا۔ کائنات کی دولت ان کی جھولی میں آ گری تھی۔ اور آج وہ دنیا کے خوش نصیب ترین انسان تھے۔ بزرگوں کی قدر دانی بھی ایسے ہی باکمال لوگوں سے ملتا ہے۔

جب بھی کوئی آبدار موتی ہم سے چھین جاتا ہے ہم احساس محرومی کے سوا کچھ نہیں پاتے۔ بس قدر دانوں والے خدا کا بھروسہ ہے اور دعا ہے کہ ایک ایک رنگ کی جگہ سو سو شخصیتیں عطا کرے جو ہمارے لئے زندہ اور قائم مثالیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ مخدوم صاحب مرحوم پر ہمیشہ راضی رہے اور ان کو اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔

خاکسار افتخار احمد ایم اے ایم ایڈ
(اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کیمبل پور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعائیہ فہرست مجاہدین تحریک جدید

جماعت احمدیہ سرگودھا شہر

مرسلہ مکرم چوہدری محمد الدین صاحب انور ایم اے سیکرٹری تحریک جدید

نمبر	نام	روپے	پیسے
۱	شیخ مبارک احمد صاحب پراچہ مع اہل و عیال	۲۲۰	۰۰
۲	صالحہ خاتون صاحبہ بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب	۲۰	۰۰
۳	سلیمہ خاتون صاحبہ " " "	۱۶	۷۵
۴	صفیہ خاتون صاحبہ " " "	۲۱	۰۰
۵	بشریٰ خاتون صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد دین انور صاحب	۲۰	۰۰
۶	چوہدری رحمت علی صاحب مسلم	۲۵	۰۰
۷	راجہ محمد اشرف صاحب جنجوعہ	۱۶	۵۰
۸	چوہدری نثار احمد صاحب معہ اہل و عیال	۱۵۰	۰۰
۹	ڈاکٹر چوہدری عبداللطیف صاحب مع اہل و عیال	۲۷۷	۳۶
۱۰	منصورہ بیگم صاحبہ بنت مرزا عبدالحق صاحب	۳۰	۰۰
۱۱	قریشی احمد حسن صاحب مارکیٹ کمیٹی	۱۸	۰۰
۱۲	آمنہ قمر آرا بیگم صاحبہ معہ لواحقین	۲۰۵	۰۰
۱۳	ڈاکٹر ایس اے صوفی	۳۰	۰۰
۱۴	بابو غلام رسول صاحب معہ اہل و عیال	۳۵	۵۶
۱۵	برکت اللہ صاحب منگلا وکیل	۱۲	۰۰
۱۶	چوہدری مسعود احمد صاحب ظفر بکڈپو	۱۶	۰۰
۱۷	ماسٹر محمد عمر صاحب انور مع اہل و عیال	۴۰	۰۰
۱۸	چوہدری منور احمد صاحب معہ اہلیہ	۲۰	۰۰
۱۹	راجہ غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر معہ اہلیہ	۱۶	۰۰
۲۰	راجہ فاضل احمد صاحب ایم۔ اے	۱۲	۰۰
۲۱	محمد اسماعیل صاحب قادیانی معہ اہل و عیال	۲۷	۰۰
۲۲	سید عبدالشکور صاحب شکور اپٹیکل ورکس	۳۰	۰۰
۲۳	چوہدری محمود احمد صاحب معہ اہل و عیال	۴۳	۰۰
۲۴	چوہدری محمد شریف صاحب بٹالوی معہ اہلیہ	۱۲	۴۷
۲۵	ملک محمد یوسف صاحب پارسل کلرک معہ اہلیہ	۲۶	۲۵
۲۶	میاں حاجی محمد و جنود احمد صاحب پسران حاجی جنود اللہ صاحب	۱۰	۰۲
۲۷	بشریٰ حدیقہ صاحبہ اہلیہ چوہدری ریاض احمد صاحب	۲۰	۰۰
۲۸	عبدالقادر صاحب ملازم پٹرول پمپ	۱۰	۰۰
۲۹	حفیظ الرحمٰن صاحب پراچہ تسکین آٹو سٹور	۱۲	۵۰
۳۰	میاں عبدالسمیع صاحب نون ایڈووکیٹ معہ لواحقین	۳۰۰	۰۰
۳۱	چوہدری محمد اسلم صاحب باجوہ ایڈووکیٹ معہ اہل و عیال	۱۰۰	۱۸
۳۲	فہمیدہ صاحبہ اہلیہ کیپٹن عطاء اللہ صاحب ککھڑ	۱۰۰	۰۰
۳۳	محمد عثمان غنی صاحب عثمان ریڈیو سروس	۲۵	۰۰
۳۴	امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ محمد الدین صاحب	۱۱	۰۰
۳۵	اللہ رکھی صاحبہ معہ والدین مرحومین	۳۰	۵۰
۳۶	عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالجبار خاں صاحب	۱۲	۰۰
۳۷	ڈاکٹر سلیمہ مجتبیٰ صاحبہ معہ لواحقین	۳۰	۰۰
۳۸	ناصرہ مجتبیٰ صاحبہ	۱۳	۰۰
۳۹	مجیدہ مجتبیٰ صاحبہ	۱۰	۰۰
۴۰	چوہدری بشیر احمد صاحب مسافر کشتی شاپ	۱۵	۰۰
۴۱	چوہدری بشیر احمد صاحب ٹھواری معہ اہلیہ	۱۵	۰۰
۴۲	امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ قریشی محمد اسحاق صاحب	۱۰	—
۴۳	نذر محمد صاحب منگووالی	۵	۰۰
۴۴	ڈاکٹر سلیمہ بیگم صاحبہ سیٹلائٹ ٹاؤن	۲۲۵	۰۰
۴۵	چوہدری نواب علی صاحب	۱۰	۰۰
۴۶	میجر محمد سعید صاحب ماہر حال سرگودھا	۶۰۰	۰۰
۴۷	مسعودہ قریشی صاحبہ و عنایت ثریا صاحبہ	۱۴	۵۰

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

طب

جراثیم کے خلاف جسم کا دفاعی حصار

(ڈاکٹر شفیق الرحمٰن خان صاحب)

ایسے امراض جو یکایک پھوٹ پڑیں اور بیک وقت بہت سے لوگ ان کے باعث بیمار پڑ جائیں وہ وبائی امراض کہلاتے ہیں۔ یہ وبائی امراض غذا، پانی اور دودھ میں جراثیم کی موجودگی کے سبب سے پھیلتے ہیں۔ ابتداء میں جو لوگ ان سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعد میں وہ وبائی امراض کے جراثیم اپنے آس پاس رہنے والے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ یوں بیماری کا حلقہ وسعت اختیار کر لیتا ہے اور پھر پوری آبادی کو اپنے محیط میں لے لیتا ہے کسی وبائی مرض کے ابتدائی اور دوسرے دور کے درمیانی وقفے کو طبی اصطلاح میں انکوبیشن کا عرصہ کہا جاتا ہے۔ جن وبائی امراض میں مریضوں کی تعداد میں آہستہ آہستہ اضافہ ہو وہ اپنے عروج کو پہنچ کر آہستہ آہستہ ہی ختم ہو جاتی ہیں ایسے امراض کے جراثیم اکثر و بیشتر حالات میں ہوا کے ذریعے پھیلتے ہیں۔ ان میں سے بعض وبائی امراض موسم کے لحاظ سے سر اٹھاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسے امراض میں سے خسرہ اور انفلوئنزا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قوت مدافعت

انسان کی صحت مندی اور بقا اسکی قوت مدافعت پر منحصر ہے اولین مدافعت میں جسم کی بیرونی اور اندرونی سطحوں کی پختگی شمار ہوتی ہے۔ یہ سطحیں یا مدافعتی حصار مضبوط ہیں تو اکثر جراثیم جسم میں داخل نہیں ہو سکتے اور انسان کا جسم ایک مضبوط قلعے کی طرح محفوظ رہتا ہے انسانی جسم کے دفاعی حصار کو صرف چند ٹریپونیما، بروسیلوسس، ملیریا اور دیگر بیماری کے کیڑے ہی پار کر سکتے ہیں۔ پلیگ، ٹائفس اور ملیریا کے جراثیم مچھروں اور کھٹملوں کے کاٹنے سے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ایسے داخل ہوں تو اندرونی سطحوں۔ میوکس ممبرین۔ ناک۔ گلے۔ پھیپھڑے اور پیشاب کی نالیوں کے اندر کے لیسدار مادے میوکس میں الجھ کر رہ جاتے ہیں پھیپھڑوں میں جائیں تو قدرتی ردعمل کے نتیجے میں خارج ہو جاتے ہیں یا غذا کے ذریعے معدے میں پہنچتے ہیں اور وہاں سے خارج ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ داخلی سطح کمزور ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر پیشاب یا گردے کی نالیوں میں پتھر سے رکاوٹ کے سبب سے یا پھیپھڑوں میں بلغم کی زیادہ مقدار ہو جانے سے نالیوں میں رکاوٹ ہو جانے کی وجہ سے جراثیم خارج نہیں ہو پاتے اور انہیں اپنا کام شروع کرنے کی مہلت مل جاتی ہے۔

جب پہلا دفاعی حصار ٹوٹتا ہے

اگر یہ اولین مدافعت کسی طرح کمزور پڑ جائے یا جراثیم اپنی قوت سے جسم میں داخل ہو جائیں تو جسم خون کے خلیوں کے ذریعے یا کیمیاوی اجزاء پیدا کر کے یا جراثیم کے راستے میں میکینکل رکاوٹ پیدا کر کے ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ بعض خلیوں میں جراثیم کا پیچھا کرنے اپنے اندر محصور کر کے انہیں تباہ کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ ان خلیوں کو لیوکوسائٹس کہتے ہیں۔ ان میں خون کے اجزاء پالی مارف اور مانوسائٹ خاص طور پر زیادہ اہم ہوتے ہیں۔ ان خلیوں کی تعداد سفید خلیوں میں ستر فی صد کے قریب ہوتی ہے خون کے علاوہ — تلی جگر، ہڈیوں کے گودے اعضاء، خون کی رگوں اور عضلات کو مرکز نے والی رگوں میں بھی جراثیم کو تباہ کرنے والے خلیے موجود ہوتے ہیں۔ یہ طبی اصطلاح میں میکرو فیج کہلاتے ہیں۔ جس مقام پر سوزش پیدا ہو یا جراثیم اپنی کارروائی شروع کر دیں تو خون کے خلیے "پالی" اور "مونو" وہاں پہنچ جاتے ہیں اور جراثیم کو ختم کرنے کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ اور جراثیم کے چاروں طرف ایک ہی مقام پہ گھیرا ڈال دیتے ہیں اس طرح چھوٹی پھنسیاں بنتی ہیں۔ حساس جراثیم ان خلیوں کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ ماہرین اس کی یہ توجیہہ پیش کرتے ہیں کہ خلیوں کے چاروں طرف السیڈ اور بعض ہاضم مادے پیدا ہو جاتے۔ جو جراثیم کے لئے زہر کا کام کرتے ہیں۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ سفید خلیوں کے اندرونی دانوں میں بعض "انزائم" پیدا کرنے کی قوت ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب کوئی خارجی مادہ ان کے اندر داخل ہوتا ہے تو یہ دانے اپنا کام شروع کر دیتے ہیں اور خارجی مادے کو ختم کر کے ہی دم لیتے ہیں۔ "لمفو" اور "پلازمہ" کے خلئے "اینٹی باڈی" تیار کرتے ہیں۔ "ایوزنو" خلیوں کی کارکردگی کے بارے میں ابھی تک قطعیت کے ساتھ کچھ معلوم نہیں ہو سکا البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ بیماریوں کا مقابلہ کرنے میں ان کا عمل ضرور کوئی اہمیت رکھتا ہے۔

جراثیم کی بعض خطرناک اقسام ایسی بھی ہیں جو ان خلیوں کے عمل سے متاثر نہیں ہوتیں۔ وہ خلیوں میں داخل ہو کر بھی اپنا کام جاری رکھتی ہیں یہاں تک کہ جراثیم کی تعداد اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ خلئے ختم ہو جاتے ہیں۔ خلیوں کے ٹوٹنے سے ان میں محصور جراثیم آزاد ہو جاتے ہیں اور پھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔

کیمیاوی اجزاء

جسم میں جراثیم کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض کیمیاوی بھی پیدا ہو جاتے ہیں جیسے جسم میں اینٹی جن یا پروٹین داخل ہوں تو ان کے خلاف "اینٹی باڈی" پیدا ہو جاتے ہیں۔ "اینٹی باڈی" خون میں موجود ہوتے ہیں (ان کی موجودگی ثابت ہو چکی ہے) اینٹی باڈی مواد سے "اینٹی سیرم" بھی تیار ہوتا ہے جو بعض بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اینٹی باڈی ــــ "اینٹی جن" کے اثر کو زائل کر دیتا ہے اس طرح جسم مضر اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر جانوروں کے جسم میں ڈپتھیریا (خناق) کے زہریلے مادے ظاہر ہو جائیں اور ان کے ساتھ ہی ڈپتھیریا کے اینٹی باڈی داخل کر دیئے جائیں تو جانور اس مہلک زہر کو برداشت کر لیتا ہے اور اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اینٹی باڈی ڈپتھیریا کے زہر کو بے اثر کر دیتا ہے۔ اس طرح کے اینٹی باڈی ــ اینٹی ٹاکسن کہلاتے ہیں۔ ڈپتھیریا کے خلاف اثر کرنے والے کو ڈپتھیریا اینٹی ٹاکسن کہتے ہیں۔ یہ بازار میں سے دستیاب ہو جاتا ہے۔ اور خناق کے لئے دوا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی سیرم جراثیم سے مل کر انہیں باہم جوڑ دے اور بے اثر کر دے تو وہ اگلوٹنن کہلائے گا جیسا کہ ٹائیفائڈ کا سیرم ہوتا ہے۔

اینٹی باڈی کا ظہور

جسم میں اینٹی جن داخل ہونے کے ایک ہفتے بعد اس کے خلاف اینٹی باڈی ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ وائرس کے خلاف بھی اینٹی باڈی پیدا ہوتے ہیں اور مدافعت کا کام کرتے ہیں مگر اتنے سریع الاثر نہیں ہوتے۔ ابھی تک وائرس کے خلاف اینٹی باڈی کو تقویت پہنچانے میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہو سکی۔

تازہ ترین دریافت کے مطابق وائرس کے خلاف عضلاتی کلچر میں ایک مادہ پیدا ہوتا ہے جن کو انٹرفران کا نام دیا گیا ہے۔ یہ مادہ وائرس کے ٹسٹ ٹیوب کے اندر بڑھنے پھلنے میں مانع ہوتا ہے۔ اس مادے پر تجربات جاری ہیں۔ امید ہے کہ وائرس ایسے سخت جان اور خطرناک جراثیم کے خلاف یہ پہلی کامیاب دریافت ہوگی اور وہ اُس کو ختم کرنا ممکن ہو جائے گا۔

حج بیت اللہ شریف کے لئے روانگی

خاکسار اس سال حج بیت اللہ کے لئے ۷ مارچ کو بحری جہاز کے ذریعہ کراچی سے روانہ ہو رہا ہے۔

جو احمدی احباب حج کے لئے بحری جہاز سے ۷ مارچ کو جا رہے ہوں وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ تاکہ سفر میں سہولت ہو سکے۔

چوہدری علی احمد ٹھیکیداری نمبر
موضع برساتورد
ڈاکخانہ دولت نگر
ضلع گجرات

درخواستہائے دعا

خاکسار بعض پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

عطاء الٰہی
گھنہ بلڈنگ لاہور

(۲) میرا بھانجہ عزیز منظور احمد عرصہ تقریباً چھ ماہ سے قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہے۔ احباب اس کی ع

امانت تحریک جدید کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

ــ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یہ چیز چندہ تحریک جدید سے کم اہمیت نہیں رکھتی اور پھر اس میں سہولت ہے کہ اس طرح تم پس انداز کر سکو گے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ اس کے پاس جتنی جائیداد ہے اتنی ہی قربانی کی روح اس کے اندر موجود ہے تو اس کا جائیداد پیدا کرنا بھی دین کی خدمت ہے اور اس کا دنیا کمانے میں وقت لگانا نماز سے کم نہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ چندہ نہیں اور نہ ہی چندہ میں وضع کیا جا سکتا ہے۔ یہ سلسلہ کی اہمیت اور شوکت اور مالی حالت کی مضبوطی کے لئے جاری رہے گی۔

غرض یہ تحریک ایسی اہم ہے کہ میں تو جب بھی تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں ان سب میں امانت فنڈ کی تحریک پر تو حیران ہو جایا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ

امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے

کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔ اب جو نیا فتنہ اٹھا تھا اس نے بھی اگر زور نہیں پکڑا تو درحقیقت اس میں بہت حصہ تحریک جدید کے امانت فنڈ کا بھی ہے پس ہر احمدی جو ایک پیسہ بھی بچا سکتا ہو اسے چاہیئے کہ یہاں جمع کرائے۔ یاد رکھو یہ غفلت اور سستی کا زمانہ نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر آج نہیں کل ثواب کا موقع مل سکے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے ایک زمانہ ایسا آئے گا جب توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور یہ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔ پس ڈرو اس دن سے کہ جب تم کہو گے کہ ہم جان و مال دینا چاہتے ہیں مگر جواب ملے گا کہ اب قبول نہیں کیا جا سکتا۔"

(افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

اعلانِ نکاح

میرے پھوپھی زاد بھائی چوہدری ناصر احمد صاحب ایم۔ ایس سی ابن مولوی عبد الخالق صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ کا نکاح ہمراہ امۃ الرشید صاحبہ بنت چوہدری فضل الدین صاحب چک سکندر ضلع گجرات سے پندرہ صد روپیہ حق مہر پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ ۱/۶۷ کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔

احبابِ جماعت اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرماویں۔

(خاکسار حبیب اللہ طارق دار الرحمت وسطی ربوہ)

ع باعزت بریت کے لئے دعا فرمائیں۔

(فیض احمد کاہلوں ــــ ربوہ)

(۳) میری خالہ جان عرصہ ایک سال سے بعارضہ دل بیمار ہے۔ اب دل کے دورے زیادہ ہو گئے ہیں۔

احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔

(قمر احمد مکان ۱۶/۳ محلہ دار الیمن ربوہ)

دانت مت نکلوائیے

پائیوریا اور مسوڑھوں کی جملہ خرابیوں کے لئے "اینٹی پائیوریا" گھن والے کھوکھلے اور کھر کھرے دانتوں کیلئے "اینٹی کیریز" دانت درد کے لئے ٹوتھ کیور۔ ۱/ ۲ قیمت مکمل کورس علی الترتیب
۱۰ روپے ۱۰ روپے اور ۲ روپے
تفصیلات کے لئے لٹریچر مفت حاصل کریں۔
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلّمین وقفِ جدید کی سالانہ تعلیمی کلاس کی اختتامی تقریب

نمایاں امتیاز حاصل کرنیوالے معلّمین میں انعامات اور سندات کی تقسیم

ربوہ ——— معلّمین وقفِ جدید کی سالانہ تعلیمی کلاس کے اختتام پر (جو جنوری ۱۹۶۷ء کے اوائل میں شروع ہو کر پورے ایک ماہ جاری رہی) مورخہ ۳ر فروری کو بعد نماز عصر دفتر وقفِ جدید میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں صدارت کے فرائض محترم جناب مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے ادا فرمائے۔ اِس تقریب میں معلّمین کے علاوہ دیگر احباب نے بھی خاصی تعداد میں شرکت فرمائی۔

محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے تشریف لانے پر پہلے معلّمین کرام کے ایک گروپ نے محمد شفیع زبیر صاحب کی زیرِ قیادت آپ کو سلامی دی۔ آپ کے کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہونے کے بعد تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا جو مکرم قاری حافظ محمد عاشق صاحب نے کی۔ بعدہٗ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم وقفِ جدید نے وقفِ جدید کی کارگزاری از یکم جنوری ۱۹۶۶ء تا ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں وقفِ جدید کی بنیادی اہمیت واضح کرنے کے بعد پہلے آمد و خرچ کا جائزہ پیش کیا ازاں بعد شعبۂ ارشاد کے تحت ہونے والے کام اور اسکے نتائج سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اِس وقت مغربی پاکستان میں کم و بیش چھ ہزار اور مشرقی پاکستان میں ۵۱۷ حضرات زیرِ ارشاد ہیں جن سے باقاعدہ رابطہ قائم ہے ان کی خدمت میں ۱۷۷۵۹ کتب و رسائل بھجوائے گئے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ اِس وقت ۵۶ معلّمین مشرقی اور مغربی پاکستان کے مختلف سنٹروں میں کام کر رہے ہیں۔ دورانِ سال ۴۱۵۲ دیہات تک آواز پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ آئندہ پانچ سالہ منصوبے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ پروگرام یہ ہے کہ آئندہ پانچ سال میں کام کو اِس طرح وسعت دی جائے کہ سارے ملک میں رشد و اصلاح کا جال پھیل جائے اور کوئی گوشہ ایسا نہ رہے کہ جس تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز نہ پہنچ جائے۔ آپ نے غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی مساعی کا بھی خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ دورانِ سال ایک سو چالیس غیر مسلموں نے معلّمین وقفِ جدید کی مساعی کے نتیجہ میں اسلام قبول کیا۔ سال کے دوران بیعتوں کی مجموعی تعداد ۵۶۸ رہی۔ آپ نے تربیت و اصلاح اور خدمتِ خلق سے متعلق بھی بہت حوصلہ افزا اعداد و شمار پیش کئے۔

آپ نے کہا وقفِ جدید کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز اپنا قدم بڑھا رہی ہے لیکن سیدنا حضرت فضلِ عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندازہ اور آپ کی خواہش سے ابھی بہت پیچھے ہے۔ اِس کی وجہ مالی وسائل کی کمی اور موزوں تعداد میں واقفینِ زندگی کا نہ ہونا ہے۔

بعد ازاں محترم صاحب صدر نے محترم ناظم صاحب وقفِ جدید کی درخواست پر کلاس میں نمایاں امتیاز حاصل کرنیوالے اور کارکردگی کا اعلیٰ معیار قائم کر دکھانے والے معلّمین میں انعامات اور سندات تقسیم فرمائیں۔ چنانچہ حسبِ ذیل معلّمین کرام نے اپنے اپنے انعامات اور سندات حاصل کیں:۔

۱۔ تربیتی کلاس کے امتحان میں اوّل:۔ مکرم مولوی گل محمد صاحب
(یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آپ ہر مضمون میں اوّل رہے)
دوم:۔ مکرم صوبیدار سراج الدین صاحب
سوم:۔ مکرم ڈاکٹر منیر احمد صاحب محمود

۲۔ بیعتوں کے لحاظ سے اوّل:۔ مکرم مولوی محمد شریف صاحب کھوکھر۔
دوم:۔ مکرم نثار احمد صاحب مولانی

۳۔ اصلاح و تربیت کے لحاظ سے کارکردگی میں اوّل:۔ مکرم سلطان احمد صاحب ملک۔
دوم:۔ مکرم ڈاکٹر غلام محمد حق صاحب
سوم:۔ مکرم حکیم محمود احمد صاحب

انعامات تقسیم فرمانے کے بعد محترم صاحبِ صدر نے معلّمین سے خطاب کرتے ہوئے وقفِ جدید کی کارگزاری پر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اِس کے کام میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کے مامور اکیلے ہوتے ہیں وہ وہی قویٰ لیکر آتے ہیں جو تمام دوسرے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ اِس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ وہ دنیا میں ایک انقلاب برپا کر کے دکھا دیتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی اور وہ یہ ہے کہ ان میں بے انداز خدا تعالیٰ کی لگن ہوتی ہے۔ وہ تبتّل اور توکّل کا جامہ پہن کر دعاؤں میں لگے رہتے ہیں اور تدبیر میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ ان کے قول اور فعل میں کامل مطابقت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی چیز انہیں بالآخر کامیاب کرتی ہے۔ آپ نے معلّمین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ کی کامیابی کا بھی یہی گُر ہے۔ آپ بھی اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اپنے اندر خدا کی لگن پیدا کریں، اپنے فعل کو قول کے مطابق بنائیں اور متضرعانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ نے اپنے آپکو ان اوصاف سے متصف کر لیا تو پھر آپ کا کامیاب ہونا یقینی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ خود آپ سے کام لے گا اور آپ اُس کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوں گے۔

آخر میں جملہ مہمانوں اور معلّمین کی چائے سے تواضع کی گئی جس کے اختتام پر محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب نے دعا کرائی اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

درخواستِ دعا:۔ خاکسار عرصہ تقریباً دو ماہ سے نزلہ زکام اور گلے کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہے۔ اور گلے کی خرابی باوجود علاج کے بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ بزرگان اور احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ شافیٔ مطلق خاکسار کو کلّی صحت بخشے۔ (خاکسار نور الدین خوشنویس۔ ربوہ)

خاندان حضرت صاحبزادہ سیّد عبد اللطیف صاحب شہیدؓ میں

نکاح کی تقریب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹/۱/۶۷ بروز اتوار بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک میں عزیز صاحبزادہ طاہر احمد لطیف مقیم لنڈن ابن محترم صاحبزادہ محمد طیب لطیف صاحب کا نکاح عزیزہ امۃ السلیم بیگم بنت محترم صاحبزادہ عبد الحمید صاحب ابن محترم صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم آف ٹوپی (جو کہ نواب صاحبزادہ سر عبد القیوم صاحب مرحوم وزیرِ اعظم سابق صوبہ سرحد کے چچازاد بھائی تھے) کے ساتھ بعوض حق مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ پڑھا۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم اور اپنی ذرہ نوازی سے یہ رشتہ لڑکے اور لڑکی اور نیز دونوں خاندانوں اور اسلام و احمدیت کے لئے ہر طرح سے خیر و برکت، خوشیوں، ترقیات اور ثمراتِ حسنہ کا موجب بنائے۔

آمین اللّٰھم آمین

احمدی مزارعین توجہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ پر احمدی مزارعین کو توجہ دلائی ہے کہ سندھ میں مزارعت پر کاشتکاری کے بہت مواقع ہیں۔ حضور کے اس ارشاد کے تحت تحریر ہے جو احباب ہمارے فارمز ناصر آباد، محمود آباد ضلع تھرپارکر اور مبارک آباد ضلع حیدر آباد میں کاشتکاری کرنا چاہتے ہوں وہ درج ذیل پتہ پر تفصیلات طے کریں۔

ایم۔ این۔ سنڈیکیٹ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴